السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مصافحہ ومعانقہ کے بارے میں جو خاص کر کے عیدین میں بعد نماز کے ہوتا ہے ؟ اور مصافحہ اور معانقہ کا ایک ہی حکم ہے یا کوئی فرق ہے ؟ اور ان دونوں کا کون سا وقت اور موقع ہے ؟ جواب اس کا حدیث اور فقہ سے دیا جائے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان الحکم الااللہ العظیم جاننا چاہیے کہ مصافحہ کرنا وقت ملاقات کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ، پس جب اور جس وقت دو مسلمان ملاقی ہوں ' دونوں بعد سلام کے مصافحہ کریں ۔ سنن الترمذی میں ہے ۔

راء بن عازب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلمین یلتقیان فلیتصافحان الاغفر لهما قبل ان یتفرقا قال الترمذي حدیث حسن وعن حذیفہ بن الیمان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المومن لقی المؤمن فسلم واخذ بیدہ ت ناثرت خطایا ہما کما تتناثر ورق الشجر رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنده حسن۔

ن سلیمان الفارسی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المسلم اذا لقی اخاه فاخذ بیدہ تحاتت عنهما ذنوبهما کما تحات الورق عن الشجرة الیابسة رواہ الطبرانی باسناد حسن قالہ المندري

اور سلام ومصافحہ وقت رخصت کے بھی بعض روایات میں آیا ہے

، ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انتهی احدکم الی المجلس فلیسلم فاذا اراد ان یقوم فلیسلم الاولی باحق من الاخرة رواہ ابوداود والترمذي وحسنہ والنسائی ولفظ ابن حبان فی صحیحہ اذ آجاء احدکم الی المجلس فلیسلم فان بدالہ ان یجلس فلیجلس وان قام فلیسلم فلیست الاولی باحق من الاخرة

وعن ابی مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من تمام التحیة الاخذ بالید رواہ الترمذي

اور مصافحہ کرنا حضر میں ثابت نہیں ، بلکہ منع ہے ہاں جو سفر سے آوے اس سے معانقہ کرنا مستحب ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ۔

ن انس قال قال رجل یارسول اللہ الرجل منا یلقی اخاه او صدیقہ اینحنی لہ قال لاقال افیلتزمہ ویقبلہ قال لاقال فیاخذہ بیدہ ویصافحہ قال نعم رواہ الترمذي وابن ماجہ قال الترمذي ہذا حدیث حسن

عن عائشہ قالت قدم زید بن حارثہ المدینة ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فاتاه فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ مارایتہ لاقبلہ ولا بعده عریانا فاعتنقہ وقبلہ رواہ الترمذي

عن انس رضی اللہ عنہ کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا تلاقوا تصافحوا واذا قدموا من سفر تعانقوا رواہ الطبرانی قال المنذري فی الترغیب ورواتہ کلہم محتج بہم فی الصحیح

امام نووی نے شرح مسلم اور کتاب الاذکار میں لکھا ہے ۔

والمعانقة وتقبیل الوجہ لغیر القادم من سفر ونحوه مکروہ ان نص علی کراہتہ ابو محمد البغوي انتہی
وہکذا قال الطیبی فی شرح المصابیح وعلی القاري فی المرقاة شرح المشکوة

اور شیخ عبد الحق دہلوی شرح فارسی مشکوة میں لکھتے ہیں۔

مختار مذہب ہمیں است کہ معانقہ وتقبیل در قدم از سفر جائز است بے کراہت انتہی

اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ یکره المعانقة انتہی

اور مدخل شیخ ابن الحاج مالکی میں ہے ۔ واما المعانقة فقد کرہہا مالک انتہی

پس علماء حنفیہ وشافعیہ ومالکیہ کے نزدیک معانقہ کرنا ایسے شخص سے جائز ہے جو کہ سفر سے آتا ہو۔ اور سوائے اس کے مکروہ ہے ۔

باقی رہا مصافحہ ومعانقہ بعد نماز عیدین کے ' پس اس لاجواب یہ ہے کہ معانقہ ومصافحہ کرنا بعد نماز عیدین کے ناجائز وبدعت ہے ۔ اور یہ بدعت اگرچہ مدت قدیمہ سے جاری ہے مگر زمانہ قرون ثلاثہ میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا بعد قرون ثلاثہ کے یہ بدعت حادث ہوئی ہے ۔ اور لوگوں کی یہ حالت ہے کہ مصلی یا مسجد میں عیدین کے دن نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اور سارے لوگ ایک جگہ موجود رہتے ہیں اور ایک کو دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے م گر وقت

ملاقات سلام یا مصافحہ کچھ بھی نہیں کرتے گویا وقت ملاقات کے یہ مسنون نہیں ہے ، پھر جہاں نماز سے فرصت ہوئی ہر شخص نے مصافحہ یا معانقہ کرنا شروع کیا گویا وقت مسنون اب آیا ۔ اور اس مصافحہ و معانقہ کو وگ سنت صلوۃ عیدین کی سمجھتے ہیں ۔ پس یہ مصافحہ و معانقہ جو اس خصوصیت کے ساتھ بعد نماز عیدین کے ہوتا ہے بلاشک بدعت و محدث فی الدین ہے اور معانقہ کا حال تو اوپر معلوم ہوا کہ وقت قدوم مسافر کے مسنون ہے ۔ اور سوائے اس کے مکروہ ہے ۔ پس معانقہ بعد صلوۃ العیدین یہ بھی مکروہ ہوگا اور اس تخصیص کے ساتھ علاوہ کراہت کے بدعت بھی ہوگا ۔

شیخ احمد بن علی حنفی رومی نے مجالس الابرار و مسالک الاخیار میں لکھا ہے ۔

المجلس خمسون فی بیان المصافحۃ و فوائدہا و بدعیتہا فی غیر محلہا قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا فیثبت شرعیۃ المصافحۃ عند لقاء المسلم لاخیہ فینبغی ان توضع حیث وضعہا الشرع اما فی توضع حیث وضعہا الشرع اما فی غیر حال الملاقاۃ مثل کونہا عقیب صلوۃ الجمعۃ و العیدین کما ہو العادۃ فی زماننا فالحدیث ساکت عنہ فیبقی بلا دلیل وفی تقررفہ موضعہ ان ما لا دلیل علیہ فہو مردود ولا یجوز التقلید فیہ لما یردہ ماروی عن عائشۃ انہ علیہ السلام قال من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد ای مردود فان الاقتداء لا یکون الا بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال اللہ تعالیٰ "وما آتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا "وقال الآیۃ اخری "فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم "الی ان الفقہاء من الحنفیۃ و الشافعیۃ و المالکیۃ صرحوا بکراہتہا و کونہا بدعۃ

قال فی الملتقط یکرہ المصافحۃ بعد الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض

وقال ابن حجر من الشافعیۃ ما یفعلہ الناس من المصافحۃ عقیب الصلوت الخمس بدعۃ مکروہۃ لا اصل لہا فی الشریعۃ المحمدیۃ ینبہ فاعلہا اولا بانہا بدعۃ مکروہۃ و یعزر ثانیا ان فعلہا وقال ابن الحاج من المالکیۃ فی المدخل : ینبغی ان یمنع الامام ما احدثوہ من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح و بعد صلاۃ الجمعۃ و بعد صلوۃ العصر ولم زاد بعضہم فعل ذلک بعد الصلوات الخمس وذلک کلہ من البدع و موضع المصافحۃ فی الشرع انما ہو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوات فحیث وضعہا الشرع یضعہا و ینہی عنہا و یزجر فاعلہا لما اتی من خلاف السنۃ و ہذا التصریح منہم یشعر بالاجماع فلا یجوز المخالفۃ لم یلزمنا الاتباع لقولہ تعالیٰ "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جہنم و ساءت مصیرا "ولو لم یصرح الفقہاء بکراہتہا لم کانت مباحۃ فی نفسہا لحکمنا فی ہذا الزمان بکراہتہا اذ واظب علیہا الناس و اعتقدوہا سنۃ لازمۃ بحیث لا یہجرون ترکہا حتی وصل الینا من بعض من اشتہر بالعلم انہ قال ہی من شعائر الاسلام فکیف یترکہا من کان من اہل الایمان فانظروا یا اہل الانصاف اذا کان اعتقاد الخواص کذا فاعتقاد العوام ماذا یکون و کل مباح ادی الی ہذا فہو مکروہ انتہی

ترجمہ : یعنی اور بدون وقت ملاقات کے جیسے نماز جمعہ اور عیدین کے جو اس زمانے میں عادت جاری ہے ' سو حدیث سے ثابت نہیں ہے ۔ پس یہ بلا دلیل ہے ۔ اور اپنی جگہ میں یہ ثابت ہے کہ جس امر کی کچھ دلیل نہیں ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہے ۔ اس میں پیروی جائز نہیں ۔ بلکہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہی رد ہوتا ہے کہ کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے کچھ نئی بات نکالی ہمارے اس دین میں جو دین سے نہیں ہے سو وہ سب رد ہے یعنی مردود ہے ' کیونکہ پیروی سوائے نبی ﷺ کے کسی کے نہیں ۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اور جو دے تم کو رسول لے لو اور جس سے منع کرے اس کو چھوڑ دو "اور ایک آیت میں فرمایا "سو ڈرتے رہیں جو لوگ خلاف کرتے ہیں اس کے حکم کا "کہ پڑے ان پر کچھ خرابی یا پہنچے ان کو عذاب درد دینے والا ۔

علاوہ یہ کہ فقہائے حنفی و شافعی اور مالکی مذہبوں نے اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہے اور بدعت بتایا ہے ۔

لمقتظ میں ہے ۔ مصافحہ بہرحال بعد نماز کے مکروہ ہے اس واسطے کہ صحابہ نے بعد نماز کے مکروہ ہے ، اس واسطے کہ صحابہ نے بعد نماز کے مصافحہ نہیں کیا اور اس لیے یہ طریقہ رافضیوں کا ہے ۔

اور ابن حجر مکی شافعی نے کہا یہ جو لوگ پنجگانہ نمازوں کے بعد مصافحہ کیا کرتے ہیں بدعت مکروہ ہے شریعت محمدی میں اس کی کچھ اصل نہیں ۔ مصافحہ کرنے والے کو پہلے جتلانا چاہیے کہ یہ بدعت مکروہ ہے ۔ اور اگر ترک نہ کریں تو پھر تعزیر دینی چاہیے

اور ابن الحاج مالکی نے مدخل میں لکھا ہے ۔ امام کو لازم ہے کہ مصافحہ جو بعد نماز صبح کے اور بعد نماز جمعہ کے اور بعد نماز عصر کے نیا نکال شروع کیا ہے منع کر دے ۔ بلکہ پڑھا کر پنجگانہ نماز کے بعد کرنے لگے ہیں ۔ یہ تمام بدعت ہے ' اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہے بھائی مسلمان سے ، نمازوں کے بعد نہیں ہے ۔ پھر جس جگہ شرع نے مقرر کیا ہے اسی جگہ قائم رکھنا چاہیے ' اور مصافحہ سے منع کرنا چاہیے اور مصافحہ کرنے والوں کو زجر کرنا چاہیے جبکہ خلاف سنت کرنے لگے اور ان کی اس تصریح سے اجماع معلوم ہوتا ہے ۔ سو مخالفت جائز نہیں ہے ' بلکہ اتباع لازم ہے ۔ واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ۔ "اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جب کھل چکی اس پر راہ کی بات اور چلنے خلاف مسلمانوں کی راہ سے ' سو ہم اس کو حوالہ کریں جو اس نے پکڑے اور ڈالیں اور اس کو دوزخ میں ' اور بہت بری جگہ پہنچا ۔ "

اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتے ، بلکہ فی نفسہ مباح ہوتا تو بھی ہم اس زمانے میں کراہت کا حکم کرتے اس لیے کہ لوگ اس پر جم گئے ہیں اور اس کا ترک جائز نہیں رکھتے یہاں تک ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص سے جو صاحب علم مشہور ہے کہ کہتا ہے کہ یہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سے ہے ۔ جو ایمان والا ہے اس کو کیوں کر چھوڑ سکتا ہے ۔

اب اے انصاف والو! دیکھو تو جب خواص کا یہ اعتقاد ہو تو عوام کا کیا ہوگا ؟ اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوے پھر بھی وہ مکروہ ہے ،

اور کہا حافظ ابن القیم نے اغاثۃ اللہفان میں :

ان العمل اذا جری علی خلاف السنۃ فلا اعتبار بہ ولا التفات الیہ قد جری العمل علی خلاف السنۃ منذ من طویل فاذن لا بد لک ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمہور ولا یغرنک اطباقہم ما احدث بعد الصحابۃ بل ینبغی لک ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالہم و اعمالہم فان اعلم الناس واقربہم الی اللہ تعالیٰ اشبہہم و اعرفہم بطریقتہم اذ منہم اخذ الدین و ہم الحجۃ فی نقل الشریعۃ عن صاحب الشرع ینبغی لک ان لا تبال بمخالفک لاہل عصرک فی موافقک لاہل عصر النبی علیہ الصلوۃ و السلام

اور رد المختار حاشیہ در مختار میں ہے

و نقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوۃ بکل حال لان الصحابۃ ما صافحوا بعد اداء الصلوۃ ولانہا من سنن الروافض انتہی

اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ میں لکھا ہے

آنکہ مردم مصافحہ مسکینند بعد از نماز یا بعد از نماز جمعہ چیز دے نیست و بدعت است از جہت تخصیص وقت انتہی

اور کتاب مدخل شیخ ابن الحاج مالکی کی جلد دوم فی المصافحۃ خلف الصلوۃ میں اس کی پوری بحث ہے اور عبارت اس کی اوپر گذری

اور بھی مدخل دوم فصل فی سلام العیدین میں ہے

واما المعانقۃ فقد کرہہا مالک واجازہا ابن عیینۃ اعنی عند اللقاء من غیبۃ کانت واما فی العیدین لمن ہو حاضر معک فلا واما المصافحۃ فانہا وضعت فی الشرع عند لقاء المومن لاخیہ' واما فی العیدین علی ما اعتادہ بعضہم عند الفراغ من الصلاۃ یتصافحون فلا اعرفہ انتہی

یعنی معانقہ ومصافحہ بعد صلوۃ عیدین کے اس کی اصلیت ہم شرع سے نہیں پہچانتے ہیں۔

پھر علامہ ابن الحجاج نے بعض علماء فاس ملک مغرب کا حال لکھا کہ : انہم کانوا اذا فرعوا من صلاۃ العید صلفح بعضہم بعضا

اس کے بعد علامہ ابن الحاج نے ان لوگوں کے اس فعل کو رد کیا اور فرمایا

فان کان یساعدہ النقل عن السلف فیا حبذا وان لم ینقل عنہم فترکہ اولیٰ

یعنی ان علماء فاس کے اس عمل کا ثبوت سلف صالحین وتابعین سے ہو تو بہت بڑی عمدہ بات ہے اور اگر ثابت نہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے

اور اوپر معلوم ہوا کہ اس فعل کا ثبوت نہیں ہے 'پس یہ فعل بدعت ہے' اور عمل علماء فاس حجت نہیں ہے۔ اور اوپر حافظ ابن القیم کی عبارت سے معلوم ہوا کہ جب عمل خلاف سنت ہونے لگتا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ پس حاصل کلام یہ ہوا کہ مصافحہ ومعانقہ بعد صلوۃ العیدین کے بدعت ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی

ص116

محدث فتویٰ